مسلم ممالک اور ایران کی اسلامی انقلاب میں اسلامی تحریکوں پر ایک طائرانہ نظر

حسن بیگ محمدی

مقدمہ :

۱۹ویں صدی کے آغاز سے اس کے اختتام تک دنیا کے لیٹروں کے سارے مراکز خواہ یورپ کی امپریالسٹی اور شرق کی امیرالسٹی طاقتیں ہوں نے اس طرح گمان کیا ہے کہ اسلام کی تجلی کا دور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گذر چکا ہی اور بغاوت کے مقابلہ میں اسلام کی تہذیب، اس کا طرز تفکر اور مغرب و مشرقی کی صنعتی اور ٹکنالوجی میں مقابلہ کرنے کی تاب نہیں تھی اور اس وقت اس کا شیرازہ بکھرنے ہی والا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ حکومت اور اقتدار کے بھوک دنیا کا خون چوسنے والے اسلام کی داخلی مضبوطی اور اچھائی کو نظرانداز کیا ہے۔ اور انسان سازی، آزاد فکری، ظلم سے جنگ، شہادت طلبی اور اسلامی ثقافت کے ایثار کو فراموش کر دیا تھا۔ اسی طرح اسلامی تحریکوں اور انقلابوں کے کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اسلامی ممالک میں اپنی آپ کی طرف بازگشت اس بات پر ایک دوسری دلیل تھی کہ یورپ کے سربراہ اور مشرق کے اقتدار طلب افراد کا یہ خیال ہو کہ اب مذہبی رجحان اور دینی نظام کی برقرار کا دور ختم ہو چکا ہی اور اسلامی حکومتوں کو میوزیم کے ریکارڈ میں تلاش کرنا چاہئے۔

سید جمال اور اسلامی تریکیں :

سید جمال الدین اسد آبادی نے اپنی کھوئی ہوئی دولت کی طرف متوجہ ہونے والی تحریک چلا کر مسلمانوں کی بیداری اور انہیں فکر و نظر کی دعوت دینے میں اساسی اور کلید کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے مسلمان ملتوں کو متوجہ کیا اور انہیں منظّم کیا تا کہ مغربی ظالمانہ اور بے رحمانہ سیاسی اور ثقافتی حملہ کا جواب دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے دین کو جو صدیوں سے خرافات کا شکار رہا ہے پاک کریں۔ اور اسلام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کی طرف پلٹ آئیں، انہوں نے سامراج کی حقیقت اور اس کی رنگارنگ اور پر فریب طریقوں سے مسلمانوں کو آشنا کیا اور مسلمانوں کے علمی محاذ کی تشکیل کی فکر کی۔

استاد شہید مرتضی مطہری اپنے تحقیقی کتاب "آخر سو سالوں میں اسلامی تحریکوں" میں سید جمال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سید جمال کی تحریک فکری اور اجتماع ی دونوں تھی وہ مسلمانوں کی فکر میں بھی بیداری پیدا کرنا اور ان کے نظام زندگی میں بھی

تبدیلی لانے کے خواہاں تھے"[1]۔

سید جمال کا خیال تھا کہ دینی عقائد پر چیز سے زیادہ انسان کو صحیح اعمال اور رفتار کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اور کہتے تھے: صرف اور صرف دین ہے جو قوموں کو مغرب پرستی کے فلسفوں سے نجات دلا سکتا ہے اور اسے خوشبختی عطا کر سکتا ہے اور اسلام کی طرح کوئی دین محکم اور مضبوط نہیں ہے وہ اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ اسلام کے اندر سارے شرائط پائے جاتے ہیں جو اقوام و ملل کی ترقی اور دنیا و آخرت کی سعادت و خوشبختی کا یقین کرنی کے لئے لازم ہے۔ سید جمال اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا درد، اندرونی ظلم اور خارجی استعمار کو سمجھتے تھے اور انہوں نے دونوں ہی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آخر کار اس راہ میں اپنی جان دے دی[2]۔

سید جمال الدین اسد آبادی ہمیشہ خالص اسلام اور قرآن یعنی تلاشگر اسلام، شجاع، تنقید کنندہ اور انقلابی، اس انقلاب کے مقابل میں جو گوشہ نشین اور عزلت گزین سوچتے ہیں۔ سید جمال داخلی ار خارجی ظالموں اور سامراجوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے متحد ہونے اور فریضہ جہاد کی طرح توجہ کو راہ حل چاہتے تھے۔

مسلمانوں کی نا امید اور مایوسی کے جذبہ سے مقابلہ کرتے ہوئے عروۃ الوثقی مجلّہ شائع کر کے ان کو اپنے اوپر اعتماد کرنے اور... کی چالوں اور مکاریوں سے مقابلہ کرنے کی دعوت رہتے تھے۔

سید جمال الدین نے عالم اسلام محمد پر ایران ملک کے داخلی ظلم کا مقابلہ کرنے میں علمائے شیعہ کو ایک خط لکھا اور ان سے بے ایمان مکام کے ظلم وجور کو نابود کرنے کے ئے مدد مانگی۔ اس خط کے بعض حصہ میں ذکر ہوا ہے" اس وقت ملت ایران عالم شیعیت کا مظہر اور عالم اسلام کا محور ہے اور علمائے دین عالمی مقامات کی ششان اور مقبول عوام ہونے کی وجہ سے جو انہوں نے اسلام کی بدولت حاصی کی ہے، اس ملک اور قوم کو ظالم و جابر، بے ایمان اور خود پسند حکام کی ہاتھوں سے آزاد کریں اور ایسا کام کریں کہ ایران میں اعیار کا تسلط اور غلبہ، ان کی غنڈا گردی اور فوقیت کا خاتمہ ہو جائے اور ایران اپنے علما اور روحانی پیشواؤں کی رہنمائی سے نجات کا راستہ تلاش کرے اور روز افزوں اسلام کی مقدس تعلیمات کی روشنی میں اپنی عزت اور سعادت کا ادراک کرے[3]۔

اے کاش آج سید جمال زندہ ہوتے اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی اور روحانیت کی قیادت میں ایرانی قوم کی عزت اور سعادت کا نظارہ کرتے۔

سید جمال اسد آبادی کی تحریک اور ان کی فکریں، اس روشن فکر روحانی، عظیم ایرانی انقلابی دانشور نے اسلامی تفکر کی پھر بے

---

[1]۔ مطہری مرتضی، نہضت ھای اسلامی در صد سالہ اخیر، ص ۱۵۔

[2]۔ عقیقی بخشایشی سابق ماخذ، ص ۶۱۔

[3]۔ جمال الدین اسد آبادی، صفت اللہ، اسناد و مدارک دوبارہ سید جمال الدین اسد آبادی، ص ۱۳۸۔

بنیاد رکھنے سے متعلق دیگر ممالک میں ایک نئی موج ایجاد کی ہے۔

عرب دینا میں اسلامی تحریکیں:

عرب دنیا میں یعنی مصر میں شیخ محمد عبدہ نے جو سید جمال کی راہ کو جاری رکھنے والے ہیں، انہوں نے خرافات کو ختم کرنے، سنت شکنی، فکری تحریک ایجاد کرنے اور دینی فکر کو عقلی اصول سے مطابقت کرنے میں قابل ذکر خدمتیں انجام دی ہیں۔ انہوں نے دینی فکر کی اصلاح کو اجتماعی اور سیاسی ہر قسم کی تبدیلیوں کا عامل جانتے ہیں۔

محمد عبدہ، تفقہ، تعقل اور تفکر کو تمام مسلمانوں کے لئے فریضہ جانتے تھے اور انہوں نے قران کو سارے اجتماعی نظاموں اور مسلمانون کے فکر و غم کا سرچشمہ قلمداد کیا ہے اور ان کا خیال تھا کہ دین کی راہ میں عقل کو کام کرنا چاہئے۔ شیخ محمدہ عبدہ اگرچہ دینی عظیم مصلح تھے، لیکن اساسی طور پر انقلابی نہ تھے۔ اور سیاسی مسائل میں محافظت کرتے ہوئے موقف رکھتے تھے۔ لہٰذا وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ شیخ کے سلسلہ میں لوگوں نے کہا ہے وہ اپنی سیاسی کوششوں میں سید جمال الدین کے ہمراہ مصر میں خواہ اعرابی پاشا کے قیام میں خواہ سیاسی کوششوں میں اپنے استاد کی پیریس اور لندن میں جوانمردی کو ثابت کیا اور ہر جگہ ظاہرا ایک شکست سے دوچار ہوئے اور اپنے مقاصد تک پہونچنے میں ناکام ہوئے یہ وجہ تھی کہ مصر واپس آنے کے بعد سیاست میں داخل ہونے سے دل سردی اور سستی دکھائی یہاں تک کہ بعض ہم عصر مولفین نے لکھا ہے کہ شیخ محمد عبدہ ایک دینی مصلح، اسلام کا دفاع کرنے والے اور معلم تھے جنہوں نے عقلوں کو روشنی بخشی ہے لیکن اساسی طور پر سیاسی خلق وخو نہیں رکھتے تھے[1]۔

عبد الرحمٰن کواکبی مصر کے ایک دوسرے مصنف اور اسلام کی انقلاب تحریک میں توسیع کرنی والے ہیں کہ انکا ظلم وجور کے خاتمہ، سامراج اور مغرب پرستی کو کچلنے میں بہت بڑا کردار ہے۔ یہ دینی اصلاح اور قرآن کی جانب رجوع کی تاکید کرتے تھے اور ظلم واستبداد کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ کواکبی کہتے تھے کہ مسلمانوں کو ایک ایسی تحریک کی ضرورت ہے کو اسلام کو اس کے ابتدائی جمود سے کرکت میں لائے۔

واضح ہے کہ "جمعیۃ الشبان المسلمین" جیسی انجمنوں کی پیدائش میں سید جمال اور کواکبی کے افکار رواج یعنی قاہرہ مصر میں ۱۹۲۷ء میں بے اثر نہ رہا۔ لیکن قابل ذکر ہے کہ ہم جانیں کہ مغرب کی بنائی ہوئی اسکیم کو توڑنے میں اور عر دنیا میں اسلام کی طرف پلٹنے میں سب سے بڑا کردار "اخوان المسلمین" نے ادا کیا ہے۔ یہ تنظیم اور ادارہ عظیم مجاہد "حسن البناء" کے توسط مصر میں تاسیس ہوا اور اب تک اس نے عبد القادر عودہ، سید قطب وغیرہ سے عظیم مفکر اور بڑے بڑے دانشور پیدا کئے۔

سید قطب نے اسلام کو انقلابی تفکر اور انقلابی سیسٹم بتایا ہے جس کا مقصد حاکم فاسد نظام اور حکومتوں کو درہم برہم کرنا ہے۔ اور ترقی یافتہ عادلانہ ایک نظام کی بنیاد ڈالنا ہے تاکہ اس کے ذریعے سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی روابط کی مشکلات کو اپنی روش اور

---

[1] حسین طباطبائی، مصطفیٰ، شیخ محمد عبدہ، مصلح بزرگ مصر، ص ۸۳۔

سمجھ کے مطابق مذکورہ مسائل سے بر طرف کرنا ہے ! اور طبقاتی اختلافات کے مشکل حل کریں اور انسان معاشرہ میں مساوات قائم کریں[1]۔

اخوان المسلمین ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۶ء تک مصر میں ایک مضبوط سیاسی، اجتماعی اور مذہبی پارٹی ابھر کے سامنے آئی اور اندرونی سامراجی طاقتوں اور ظالمانہ نظام کو شدید خوفزدہ کر دیا۔

اس پارٹی کا سوریہ، سوڈان، تونس، مغرب اور عراق جیسے تمام عرب ملکوں میں اسلامی تحریکیں ایجاد کرنے میں نقش رہا ہے۔ اسی طرح کمپ ڈیوڈ قرارداد اور معاہدہ پر دستخط کی مخالفت ہیں نیز سادات کشی اور اسلامی بڑھتے ہوئے رجحان اور قرآن اور اسلامی اقدار کی طرف بازگشت بالخصوص مصر کی روشن فکر اور یونیورسٹی کے طالب علموں کے درمیان کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ پارٹی اب تک مصر کی انقلابی اور عظیم اسلامی پارٹیوں میں سے ایک پارٹی ہے اور اس نے اسلامی تحریکوں نیز مغرب پرستی سے مقابلہ کرنے میں کافی مؤثر کردار ادا کیا ہے۔

ترکیہ اور اسلامی تحریکیں:

ترکیہ ملک بھی وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈہ، مغربی پرستی کی ظالمانہ جملہ اور دینی تبلیغ میں آتار تورک کے سرنیزہ دباؤ کا مقابلہ کرنے اور اسلام کی طرف مائل ہونے کی ایک لہر دوڑی۔ اس ملک مین سب سے پہلی تریک سعید نورسی کی اسلامی اور انقلابی تحریک ہے۔

سعید کا مقصد ترکیہ میں حاکم سیاسی نظام کا غلبہ اور اسلامی حکومت قائم کرنا تھا وہ اسلام کو ایک فکر اور مذہب کے عنوان سے حکومت کی بیناد اور قران کریم کو قوم کا آئین جانتے تھے۔ نورسی اپنی انقلابی اور اسلامی افکار کی وجہ سے ۲۲ سال قید و بند گزاری اور جلاوطنی میں زندگی بسر کی۔ انھوں نے ترکیہ عدالت میں جو آپ کا محاکمہ کرنے کے لئے برپا ہوئی تھی میں آواز اٹھائی" جبکہ سونرس اوران کے کاسہ لیس افراد انتہائی جسارت ار بزدلی کے ساتھ اسلام پر جو اس ملت کا دین ہے پر بے رحمانہ حملہ کیا اور زناکاری، شراب خوری اور شبانہ ورزشگاہیں اور اخلاقی فساد روزافزوں بڑھ رہے ہیں اور ہمارے ہم خیال لوگوں کے لئے لوگوں کو قرآن کی خالص تعلیمات سے آشنا کرانا جرم ہے نیز حق اور عدالت اور خدا کی راہ پر لگانا جرم ہے"۔

نورسی کا پیغام یہ تھا کہ صرف اور صرف قرآن کا اتباع مسلمانوں کی نجات کا سامان اور ذریعہ ہے اور اسلام کی راہ، ترقی اور کمال کی راہ ہے وہ کہتے تھے: "قرآن سے تمسک کرو ورنہ یورپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دوگے اور ان کے غلام ین جاوگے"۔

اگرچہ ترکی کا آئین اور دین کا سیاست سے جدا ہونے کا قانون سیاسی امور میں کسی قسم کی مداخلت کو غیر قانونی اعلان کیا اور اسلامی تحریکوں کو زمین دوز اداروں میں تبدیل کر دیا۔ لیکن اس کے بعد ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ ترکی کی سب سے پہلی اسلامی

---

[1] خضری، سید محمود، فلسفہ جہاد در اسلام، ص ۱۵۔

پارٹی کا "حزب نظام ملی" نام ہے جو اسلامی حکومت اور توحیدی نظام کی برقراری کے لئے نجم الدین ارکان کی کوشش سے وجود میں آئے اسلامی رجحان رکھنے والوں کی توجہ کا مرکز بنی تھی۔ اس کے بعد اس ملک میں روز افزوں اسلامی طاقتیں بڑھتی گئیں اور یہ چیز وہاں سے سامراج کے دوبارہ اکھڑنے اور فوجیوں کی مداخلت کے درہم برہم ہونے کا باعث ہوئی لہٰذا ترک کے جبزلوں کی حکومت بالخصول سلیمان ''میرل'' کی حکومت کے زوال کے بعد ''ترکی کے دیوان عالی'' کی رائے کے مطابق قومی نظام کے اسلامی پارٹی قرار دیا گیا اور اُسے منحل کر دیا گیا۔

برصغیر ہند میں اسلامی تحریکیں:

علامہ اقبال لاہوری برصغیر ہند کی ایک مصلح اور مفکر شاعر نیز ادبی، اجتماعی، سیاسی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہیں کہ انہوں نے دینی اسامی افکار کی فہر دوڑنے اور مغرب مخالف انقلاب اور اس برصغیر میں اسلامی ملتوں کو اپنی طرف بازگشت کرنے کی تحریک چلانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

علامہ اقبال نے جرمن اور انگلنڈ تعلیم کے دوران کھی مغربی ثقافت سی دھوکہ نہیں کھایا اور ہمیشہ مشرقی خالص اسلامی اور انسانی اقدار کا دم پھرتے رہے ان کا نظریہ تھا کہ اسلامی معاشرہ کے لئے قرآن سے بہتر کوئی قانون نہیں ہے۔ علامہ اقبال کہتے تھے: ہر معاشرہ میں ایک قانون ہونا چاہیئے تاکہ پریشانی اور مشکلات پیدا ہونی کے وقت اس کی قیادت اور رہبری کر سکے۔ ان کا خیال تھا کہ آج کی دنیا مین یہ قانون کشتی کے لنگر کی حیثیت رکھتا ہے اور نور افشانی کرتا ہے کہ اس معاشرہ کو ساحل نجات تک رہنمائی کرے اور مسلمانوں کے لئے یہ قانون اور یہ نظام اور سیسٹم قرآنسے وجود میت آتا ہے[1]۔

اقبال ہندوستانی مسلمانوں کے عظیم مصلح اور رہبر ہیں اور پاکستانی ملک کے بانیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے افکار کی گہرائی بہت ہے اور عمیق افکار کی وضاحت کرنے میں ان کی صلاحیت لائق تحسین تھے اور ان کی آثار میں اسلام پر ایمان کی نشانیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں[2]۔ اقبال کے سلسلہ میں شہید مطہری کہتے ہیں: اقبال کو عالم اسلام میں ایک بہت بڑا مصلح کہنا چاہیئے وہ مغربی ثقافت کی تمام ترآشنائی اور معرفت کے باوجود مغرب کو جامع انسانی فکر سے خالی جانتے ہیں اور اس کی برعکس ان کا خیال تھا صرف اور صرف مسلمان اس قسم کے فکار کے حامل اور بہرہ مند ہیں[3]۔

اقبال اسلام کی حاکمیت اور مسلمانوں کے اقتدار کا نظریہ رکھتے تھے اور زمین کی خلافت مسلمانوں کا حق جانتے تھے وہ کہتے تھے۔ آج مسلمین دشمن کی گھوڑوں کی آواز سے خوفزدہ کیوں ہیں، جبکہ کوئ حملہ حق کے درخشان نور کو خاموش نہیں کر سکتا؟ اس

---

[1]۔ سعیدی، غلام رضا، اقبال شناسی، ص۹۱۔

[2]۔ معین، محمد، فرہنگ فارسی معین، ج ۵ (اعلام) ص ۱۶۴۔

[3]۔ مطہری، مرتضی، سابق ماخذ، ص۵۱۔

وقت مسلمانوں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں: اے مسلمانو! اٹھو اور اقوام و ملل پر اپنی حقیقت روشن کرو، کیونکہ عالم کی ساری محفلیں اور بزمیں تمہارے وجود کی محتاج ہیں، اے مسلمان! اگرچہ زمین کی خلافت تمہارا حق ہے پس کوشش کرو اور خود کو اس مقام کے لائق بناؤ[1]۔

ابو الاعلی مودودی پاکستان میں جماعت اسلامی کی تاسیس اور ملک کو جمہوری اسلامی کی طریقہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کے آئین کی تبدیلی میں مودودی کے افکار اور ان کا اسلامی رجحان بالخصوص اس ملک کے مستقل ہونے کے بعد بہت موثر رہے ہیں۔ وہ اسلام کے سیاسی نظام میں اسلامی انقلاب کی طرفدار تھے اس کے بغیر اسلامی حکومت کی بقا کو ممکن نہیں جانتے تھے[2]۔

ایران اور اسلامی انقلاب:

مذکورہ بالا مطالب کی روشنی میں نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مذہبی رہنماؤں اور شخصیات، دینی رہبروں اور ذمہ داروں کے مقابلے، ذمہ دارانہ اقدمات اور کوشش جن کا نام گزر چکا ہے، عالم اسلام کے بعض مسلمانوں کے اسلامی جوش و خروش اور ان کی علم و آگہی بہت موثر رہے ہیں۔ لیکن ایک حقیقت نا قابل انکار ہے کہ بیسویں صدی کی کوئی بھی اسلامی تحریک طاغوتی حکومت کا مقابلہ کر کے اس نظام کو سرنگوں نہ کر سکی، لیکن اسلامی انقلاب کی کامیابی ۱۳۵۷ھ ش، مطابق ۱۹۷۸ء میں ایک جدید عصر کی آغاز کرنے والی ثابت ہوئی اور اب مسلمان قوموں کی ناامیدی اور ناتوانی کو ختم کر دینا چاہیئے۔ ایران کا اسلامی انقلاب، رہبری، مقاصد، حقیقت اور نتائج میں خاص خصوصیات کا حامل ہے جو اسے دیگر انقلابوں سے جدا اور ممتاز بنا دیتا ہے اس کی تفصیل داستان اس مقالہ میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن مقتضائے حال کے مطابق اس کے بعض گوشوں کی طرف اشارہ کریں گے۔

اس انقلاب کی کامیابی کا ایک اہم اور اصلی سبب امام خمینیؒ کی بصیرت آمیز رہبری تھی ایسا قائد جو روحانی، اخلاقی اور اعتقادی لحاظ سی دیگر رہبروں سے بہت فرق کرتی ہے۔ امام خمینی رح کے ایمان اور جذبہ ایثار کے بارے میں شہید مطہریؒ لکھتے ہیں: "جب میں نے پیرس میں امام خمینیؒ سے ملاقات کی میں نے کے جذبہ کے بارے میں کچھ محسوس کیا جس سے نہ صرف میری حیرت میں بلکہ میرے ایمان میں بھی اضافہ ہوا۔ انہوں نے ان دوستوں کے جواب میں جنہوں نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ اضافہ کرتے ہیں میں نے امام میں چار "آمن" دیکھا جو درج ذیل میں: آمن بھدفہ، آمن بسبیلہ، آمن بقومہ اور ان سب سے بالاتر آمن بربہ"

[1] سعیدی، غلام رضا، سابق ماخذ، ص ۱۹۶۔

[2] عمید زنجانی، ف عباس علی، انقلاب اسلامی و ریشہ ہای آن، ص ۲۴۸۔

ہے[1]۔

امام خمینیؒ کے نمونہ ہونے کے بارے میں دیگر مولفین کا نظریہ یہ ہے:

آج خمینیؒ وہی نمونہ ہیں جو رسول خداؐ کے شجر طیبہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی وہی درخت جس کی اصل مذہب توحید کی گہرائیوں میں ثابت اور اس کی شاخ آسمانوں اور زمین مومنین کے دلوں میں اور بیدار ضمیروں میں ریشہ دوائی کی ہے۔

اور ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ھ ش سے ۲۲ بہمن ۱۳۵۷ھ ش مطابق ۵ جون ۱۹۶۳ء ۔فروری ۱۹۷۸ء تک اپنے خون سے اس کو ثابت کیا ہے[2]۔

اور اب دوست دشمن سب پر ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے قوم امام خمینیؒ کے لائق جانیشن آیت اللہ خامنہ ای کی قیادت میں دوبارہ توحیدی محاذ میں مجاہدین کے پاک و پاکیزہ خون کے ساتھ اس انقلاب کو حضرت امام مہدیؑ کی حکومت سے متصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ لہٰذا دنیا کے تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ آسمانی عظیم رسالت اور معاشرہ اور واحد عالمی حکومت کی ناقابل خدشہ ذمہ داری کے عنوان سے اسلام کے عدالت بار پرچم تلے قیام کرے اور دینا کے سارے مظلوموں اور کمزوز پسماندہ اور محروم انسانوں کے حقوق کا دفاع کریں اور اپنے شرعی اور انسانی فریضہ پر عمل کریں[3]۔

اسلامی انقلاب کے مقاصد:

ایران کا اسلامی انقلاب امام خمینیؒ کی رہبری میں انبیاء کی تحریکوں اور انقلابوں کی طرح الٰہی طرز پر انجام پایا ہے۔ اور الٰہی تحریکوں میں شمار ہوتا ہے امام خمینیؒ کے بقول انبیاء کی بعثت اور کام کرنے کا مقصد اور ان کا طرز عمل صرف مسئلہ اور احکام بیان کرنا نہیں ہے۔ ''حقیقت انبیاء'' کا اہم ترین فریضہ احکام اور قوانین کی راہ سے ایک عادلانہ اجتماعی نظام قائم کرنا ہے کہ البتہ احکام کے بیان اور الٰہی تعلیمات و عقائد کی نشرواشاعت اور ترویج وتدوین کے ہمراہ ہے[4]۔

لہٰذا اس انقلاب کے مقاصد خدا کے بندوں کے امور کی اصلاح، قوانین الٰہی کی اجراء اور احکام الٰہی کے باقی رکھنے کے سوا کچھ نہ تھے۔ ملاحظہ ہوتا ہے کہ یہ انقلاب حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے انقلاب اور قیام سے ماخوذ ہے اور اس کا مقصد "اصلاح" حقیقی معنی اور مفہوم میں ہے۔ ایران کا اسلامی انقلاب فرانس کی عظیم انقلاب کی طرح صرف آزادی حاصل کرنا، صرف

---

[1]۔ مطہری مرتضی، پیرامون انقلاب اسلامی، ص ۱۷۔
[2]۔ افتخار زادہ، محمود، امام خمینی اسوہ جاودانہ در تاریخ، ص ۱۵۔
[3]۔ نوری، حسین، جہاد، ص ۳۲۲۔
[4]۔ امام خمینی، ولایت فقیہ (حکومت اسلامی) ص ۷۷۔

استعمال کرنا اور چین کے ثقافتی انقلاب کی طرح نہیں تھا، بلکہ اس کا مقصد اسلام کے دستورات کا احیا اور اس کے قوانین کا نفاذ تھا؛[1] لہٰذا اسلامی انقلاب میں لوگوں کا ایک اساسی نعرہ "استقلال"، آزادی اور اسلامی حکومت" تھا۔

اسلامی انقلاب کے اہم خصوصیات:

اگرچہ کلی طور پر دنیا کے انقلابات بعض موارد میں مشترکہ اسباب رکھتے ہیں، لیکن ہر انقلاب کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں جو دیگر تمام انقلابوں میں نہیں ہوتیں، درحقیقت یہی خصوصیات ہیں جو اسے دیگر انقلاب سے ممتاز بناتی ہے ایران کی اسلامی انقلاب کی اہم ترین خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ خدا کی حاکمیت: یہ انقلاب ان لوگوں کے ذریعہ شروع ہوا اور مثمر ثمر بنا جو اللہ، رسول اور آئمہ معصومینؑ کی مطلق حاکمیت کا واضح عقیدہ رکھتے تھے۔ اس لئے بادشاہوں اور طاغوتوں کی حکومت کو غیر قانونی جانتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ امام عصرؑ کی غیبت کی زمانہ میں حاکمیت جامع الشرائط فقیہ کا حق ہے اور بس۔

۲۔ روحانی اقتدار: اگرچہ اکثر انقلابوں میں رہبر اور قائد کا اثر و رسوخ اور اس کا پاور کامیابی اور اس کی بقا کی اصلی علت ہے، لیکن کہنا چاہتے کہ ایران کے اسلامی انقلاب میں اس عیقدہ اور یقین کی وجہ سے انقلاب کا رہبر رجعیت اور امام زمانہؑ کی نمائندگی کی منزل پر فائز ہوتا ہے اس کی روحانی اور قائدانہ طاقت دیگر انقلابوں کے سارے قائدوں سے زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے۔

۳۔ روحانیت کا کردار: بیشک ایران کے اسلامی انقلاب میں تبلیغ کے حوالہ رہبر کے عوام تک پیغام کو پہونچانا اور انقلاب کے مقاصد کی تشریح میں بہت موثر کردار رہا ہے۔

۴۔ انقلاب کا اپنے آپ پر اعتماد: درحقیقت مغرب اور مشرق کی کسی بھی طاقت کا سہارا نہ لینا اور اس کا ایرانی عوام پر بھروسہ کرنا اس انقلاب کی اہم ایک خصوصیت ہے جو اس کی کامیابی میں اہم کردار رکھتی ہے۔

۶۔ جذبہ شہادت: ایرانی عوام کا عقیدہ یہ ہے کہ اسلامی انقلاب کی راہ میں قتل ہو جانا۔ اسلام کی راہ میں شہید ہونے کی طرح ہے لہٰذا موت سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور شہادت کو فخر و مباہات جانتے ہیں۔

اسلامی انقلاب کے نتائج:

اسلامی انقلاب کے سیاسی، اجتماعی اور ثقافتی نتائج علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ ہے، لیکن اس مقالہ میں وقت کی

---

[1] ۔ طاہری حبیب اللہ، انقلاب و ریشہ ہای، ص ۲۴۱۔

کملی کے باعث صرف اس کے تین موارد کو ذکر کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں:

الف۔ دین کی بنیاد پر انقلابی فکر کی پھر سے بنیاد ڈالنا:

ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی نے دنیاوالوں کو یہ یقین دلا دیا کہ دین اسلام ۱۴سو سال کے بعد سب سے پہلی بار اسلامی حکومت کے قالب میں امت مسلمہ کی سماجی، تربیتی، ثقافتی، دینی اور اقتصادی ساری ضرورتوں کا مناسب جواب دے اور ایک ایسا ملک بنائے جس کی قوم کا نعرہ اور عمل "نہ مشرقی نہ مغربی" تھا اور خدا پر توکل اور اس سے مود طلبی کے کچھ اور نہ ہو، اسلامی انقلاب نے دینا کی مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ دین کو حاشیہ سی معاشرہ کی اندر لایا جاسکتا ہے اور اسے انقلابی افکار کلی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

ب۔ مستضعفین کی کامیابی:

مشرق اور مغرب کی تمام سازشوں کے مقابلہ میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس کی بقانے دینا کے سارے مستضعفین اور مسلمانوں کو پہلی بار اہمیت دی اور عزت بخشی اور اس معاشرہ آرزوں اور تمناوں کو عملی جامہ پہنایا۔

انقلاب نے دنیا کے مظلوموں اور کمزور انسانوں کے دل میں امید کے دریچے کھوئے اور ان کے بے جان جسم میں تازہ روح پھونک دی۔ اس انقلاب نے اپنے انسانی اور اسلامی اقدار کے عکس العمل سی اسلامی ملتوں کے درمیان انقلابی تحریکیں ایجاد کیں اور کھٹ پتلی حکومتوں اور عالمی طاقتوں سی وابستہ حکومتوں کی چولیں پلادیں۔

ج۔ دنیا کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور برادری کا احیاء:

ایران کا اسلامی انقلاب اپنے دائمی نعرے "یا ایها المسلمون اتحدوا" کے ذریعہ اسلامی اتحاد اور یکجہتی کی فکر میں رہا ہے اور اس سلسلہ میں قابل دید کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ مثال کے طور پر وپیگنڈا کے باوجود اسلامی امتوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کے لئے ایران نے اسلامی ممالک میں بڑی بڑی کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کئے، ہفتہ وحدت اور عالمی قدس کا دن کا نعقاد اس کی نمونے ہے جو عام طور پر ایران کے اسلامی انقلاب کی کوشش سے ہوا ہے۔